(فضائلِ دعا کتاب سے لئے گئے مواد کی دوسری قسط)

دعا مانگنے کے 34 آداب

کُل صفحات 39

مصنف: رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ

شارح: اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی)

دعائے
عطار

اللہ

یا ربِّ کریم! جو کوئی رسالہ "دُعا مانگنے کے 34 آداب"
کے 39 صفحات پڑھ یا سُن لے اُس کو
مُستجابُ الدَّعوات بنا کہ اُس کی دُعائیں
قبول ہوتی رہیں، اُس کی مانگی ہوئی ہر دُعا پر اُس کی بہتری
پر نظر فرما، اور اس کو بے حساب بخش دے۔
اٰمین بجاہِ النَّبی الامین
صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم

۲۰ ربیع الآخر ۱۴۳۲ھ
محمد الیاس قادری

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دُلھن بن کے نکلی دعائے محمد
صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم

دُعا مانگنے کے 34 آداب

پچھلے دُعا مانگنے کے 25 آداب جاننے کے لئے فضائلِ دُعا قسط نمبر 1 بنام ''دُعا قبول ہونے کے اسباب'' کا مطالعہ کیجئے۔

ادب ۲۶: ہاتھ کھلے رکھے، کپڑے وغیرہ سے پوشیدہ نہ ہوں۔

قال الرضاء: ہاتھ اٹھانا اور کریم کے حضور پھیلانا، اظہارِ عجز وفقر کیلئے مشروع ہوا (عاجزی اور فقیری ظاہر کرنے کیلئے جائز ہوا)، تو ان کا چھپانا اس کے مُخِل (خلل کا باعث) ہوگا۔ جس طرح عمامے کے پیچ پر سجدہ مکروہ ہوا کہ اصل مقصودِ سجود یعنی اظہارِ تذلُّل (عجز وانکساری) میں خلل انداز ہے۔ نماز میں منہ چھپانا مکروہ ہوا کہ صورتِ توجہ کے خلاف ہے اگرچہ ربّ عزوجل سے کچھ نہاں (پوشیدہ) نہیں۔

هذا ما ظهر لي، والله تعالٰی أعلم.[1]﴾

ادب ۲۷: دعا نرم وپست آواز سے ہو کہ اللہ تعالٰی سمیع وقریب ہے جس طرح چلّانے سے سنتا ہے اسی طرح آہستہ۔

قال الرضاء: بلکہ وہ اسے بھی سنتا ہے جو ہنوز (ابھی) زبان تک اصلاً نہ آیا یعنی دلوں کا ارادہ، نیت، خطرہ کہ جیسے اس کا علم تمام مَوجُودات ومَعدُومات کو مُحیط (گھیرے ہوئے) ہے یونہی اس کے سمع وبصر جمیع موجودات کو عام وشامل ہیں اپنی ذات وصفات اور دلوں کے اِرادات وخطرات اور تمام اَعیان واَعراضِ کائنات ہر شئے کو دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی نہ اس کا دیکھنا رنگ وضَوء (رنگ وروشنی) سے خاص نہ اس کا سُننا آواز کے ساتھ

---

1 یہ وہ گوہر پارے ہیں جو میرے ربّ عزوجل نے مجھ پر ظاہر فرمائے اور اللہ عزوجل ہی سب سے زیادہ علم والا ہے۔

www.dawateislami.net

مخصوص (کسی آواز کا محتاج) ﴿اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍۭ بَصِیْرٌ۝﴾.[1]

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً۝﴾ (پ٨، الأعراف: ٥٥).

''اللہ تعالیٰ سے عاجزی اور آہستگی کے ساتھ دعا مانگو۔''

﴿اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۝﴾ (پ٨، الأعراف: ٥٥).

''وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔''

سیدنا امام حسن مجتبیٰ ابن مولیٰ مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''آہستہ دُعا ظاہر دعا سے ستر مرتبہ (یعنی درجے) بہتر ہے۔''[2]

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اکثر دعا کرتے اور ان کی آواز اچھی نہ سنی جاتی، ایک صحابی نے عرض کی: یا رسول اللّٰہ! أقریب ربّنا فنناجیه أم بعید فننادیه؟ ''یارسول اللہ! ہمارا رب نزدیک ہے کہ اس سے آہستہ کہیں یا دور کہ اس کو پکاریں؟'' جواب آیا: ﴿اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۝﴾ ''جب میرے بندے تجھ سے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں''، ﴿اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۝﴾ ''دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جس وقت مجھ سے دعا مانگے۔'' (پ٢، البقرة: ١٨٦)[3]

ادب ٢٨: دعا مانگنے میں حاجتِ آخرت کو مقدم رکھے کہ امرِ اہم کی تقدیم

---

1. ترجمۂ کنزالایمان: ''بے شک وہ سب کچھ دیکھتا ہے۔''

(پ٢٩، الملك: ١٩).

2. "المصنف" لعبد الرزاق، كتاب الجامع، باب الدعاء، الحديث: ١٩٨١٥، ج١٠، ص٥٢.

3. "الدر المنثور"، تحت الآية: ﴿وإذا سألك... إلخ﴾، ج١، ص٤٦٩.

www.dawateislami.net

ضروری ہے اور آیۂ کریمہ: ﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً﴾[1] اس کے مُنافی نہیں (مخالف نہیں) کہ حسنۂ دنیا سے وہ نیکیاں اور خوبیاں جو آخرت میں کام آئیں، مراد لے سکتے ہیں علاوہ بریں (باوجودیکہ) تقدیمِ دنیا باعتبار تقدُّمِ زمانی، منافی اس اعتبار کے نہیں۔[2]

قال الرضاء: یعنی "فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً" فرمایا ہے نہ کہ "حَسَنَةَ الدُّنْيَا" اور حسناتِ دین، کہ مُورِثِ حسنۂ آخرت ہیں سب دنیا ہی میں ملتے ہیں تو کلمہ جامِعہ ہے نہ کہ صرف حسناتِ دُنیویہ سے خاص۔[3]

ادب ۲۹: دعا میں نہایت عاجزی و اِلحاح کرے (یعنی گریہ وزاری کرے)۔

---

1 ترجمۂ کنزالایمان: "اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے۔"

(پ ۲، البقرۃ: ۲۰۱)

2 جب دعا مانگے آخرت کی حاجات کو پہلے ذکر کرے کیونکہ اہم کام پہلے ذکر کیا جاتا ہے آیۂ کریمہ میں: ﴿فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً﴾ کے الفاظ پہلے آئے ہیں یہ ہماری بات کے مُخالف نہیں کیونکہ "حسنۂ دنیا" سے وہ نیکیاں مراد لے سکتے ہیں جو آخرت میں فائدہ دیں، مزید یہ کہ زمانہ کے لحاظ سے دنیا کا پہلے ذکر کرنا ہمارے قول کے خلاف نہیں۔ اس بات کی تفصیل خود اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **قال الرضاء** کہہ کر فرما رہے ہیں۔

3 یعنی نیکیاں، آخرت کی بھلائیوں کا سبب ہیں اور یہ دنیا ہی میں ملتی ہیں لہٰذا یہ کلمہ "فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً" دنیا و آخرت کی بھلائیوں کو شامل ہوا نہ کہ صرف دنیوی بھلائیوں کو۔

www.dawateislami.net

زور را بگزار و زاری را بگیر

رحم سوئے زار آید اے فقیر[1]

جس قدر اِدھر سے عاجزی زیادہ اُدھر سے لطف وکرم زائد۔

بپائے بوس تو دست کسے رسد کہ مدام

چو آستانہ بدیں در ہمیشہ سر دارد[2]

من كان أضعف كان الربّ به ألطف[3]

خاک سے زیادہ کوئی بانیاز نہ تھا اسی واسطے آفتاب عنایت، عرش وکرسی اور فلک وملک (آسمانوں اور فرشتوں) کو چھوڑ کر اس پر چمکا۔

قال الرضاء: حدیث میں ہے کہ اللہ تعالٰی دعا میں اِلحاح کرنے (گڑگڑانے) والوں کو دوست رکھتا ہے۔[4]

رواه الطبراني في "الدعاء" وابن عدي في "الكامل" والإمام الترمذي في "النوادر" والبيهقي في "شعب الإيمان" والقضاعي وأبو الشيخ

---

1. ع تو چھوڑ دے تکبر ہو بھائی میرے عاجز

چھائی ہے اس پہ رحمت کرتا ہے جو تواضع

2. تیری رحمت کسے نہیں پہنچتی جو تیرے در کو تھام لیتا ہے ہمیشہ سردار رہتا ہے۔

3. یعنی جو زیادہ نیازمند وخستہ حال ہو اللہ عزوجل اس پر زیادہ لطف وکرم فرماتا ہے۔

4. "شعب الإيمان"، باب ما جاء في الرجاء من الله تعالى، الحديث: ۱۱۰۸، ج۲، ص۳۸.

و"كتاب الدعاء" للطبراني، باب ما جاء في فصل لزوم الدعاء، الحديث: ۲۰، ص۲۸.

www.dawateislami.net

عن عائشة رضي الله تعالى عنها.[1] ﴾

ادب ۳۰: دعا میں تکرار چاہیے۔

قال الرضاء: تکرارِ سوال (یعنی بار بار مانگنا) صدقِ طلب (سچی تڑپ) پر دلیل ہے اور یہ اس کریمِ حقیقی کی شان ہے کہ تکرارِ سوال سے ملال نہیں فرماتا بلکہ نہ مانگنے پر غضب فرماتا ہے: ((من لم يسأل الله يغضب عليه)).[2]

بخلاف بنی آدم کہ کیسا ہی کریم ہو کثرتِ سوال وشدتِ تکرار (بار بار مانگے جانے) وہجومِ سائلان (اور مانگنے والوں کی کثرت) سے کسی نہ کسی وقت دل تنگ ہوتا ہے۔ ؎

الله يغضب إن تركت سؤاله

وبني آدم حين يسأل يغضب[3]

نسأل الله العفو والعافية عدد السائلين وعدد المسائل، والحمد لله رب العالمين.[4] ﴾

---

1 اس حدیث کو طبرانی نے ''کتاب الدعاء''، ابن عدی نے ''الکامل''، امام حکیم ترمذی نے ''نوادر'' اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں اور قضاعی وابوالشیخ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

2 یعنی جو اللہ عزوجل سے اپنی حاجت طلب نہیں کرتا اللہ عزوجل اس پر غضب فرماتا ہے۔

(''سنن الترمذي''، كتاب الدعوات، باب ما جاء في فضل الدعاء، الحديث: ٣٣٨٤، ج٥، ص٢٤٤).

3 ؏
غضب فرمائے اس پر جو نہ مانگے حاجتیں اپنی
بنی آدم ہے کہ اس کو غضب آتا ہے منگتا پر

4 ہم اس پاک پروردگار عزوجل سے اس قدر معافی وجملہ بلیات سے عافیت طلب کرتے ہیں جس قدر حاجت مند اور ان کی حاجتیں ہیں اور سب خوبیاں اللہ عزوجل کو جو پروردگار سارے جہان والوں کا۔

www.dawateislami.net

ادب ۳۱: عدد طاق ہو کہ اللہ وِتر ہے (یعنی اکیلا ہے)، وِتر کو دوست رکھتا ہے (یعنی: طاق عدد کو پسند فرماتا ہے) پانچ بہتر ہے اور سات کا عدد اللہ عزوجل کو نہایت محبوب اور اَقل مرتبہ تین (سب سے کم درجہ تین کا) ہے اس سے کم نہ مانگے حدیث میں ہے: ''بندہ دعا کرتا ہے پروردگار قبول نہیں فرماتا، پھر دعا کرتا ہے پھر قبول نہیں فرماتا، پھر دعا کرتا ہے اس وقت پروردگار تعالیٰ فرشتوں سے ارشاد فرماتا ہے: ''اے میرے فرشتو! میرے بندے نے غیر کو چھوڑ کر میری طرف رجوع کی میں نے اس کی دعا قبول فرمائی۔''[1]

ادب ۳۲: دعا فَہمِ معنی (معنی کو سمجھنے) کے ساتھ ہو۔

قال الرضاء: لفظ بے معنی، قالبِ بے جان ہے۔ (یعنی بے معنی لفظ، بے جان جسم کی طرح ہے۔)

ادب ۳۳: آنسو ٹپکنے میں کوشش کرے اگرچہ ایک ہی قطرہ ہو کہ دلیلِ اِجابت (قبولیت کی دلیل) ہے۔ رونا نہ آئے تو رونے کا سا مُنہ بنائے کہ نیکوں کی صورت بھی نیک ہے۔

قال الرضاء: ((من تَشبّہ بقوم فھو منھم)).[2]

ایک نَقّال (نقل اتارنے والا) صوفیائے کرام کی نقلیں کرتا بعدِ موت بخشا گیا کہ ہمارے محبوبوں کی صورت تو بناتا تھا اگرچہ بطورِ ہنسی کے۔

یہ صورت بنانا بہ نیتِ تَشَبُّہ، اللہ عزوجل کے حضور ہے نہ کہ اوروں کے دکھانے کو کہ

---

1 "کتاب الدعاء" للطبراني، باب ما جاء في فضل لزوم الدعاء، الحدیث: ۲۱، ص۲۸.

2 یعنی جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔

"سنن أبي داود"، کتاب اللباس، باب في لبس الشهرة، الحدیث: ۴۰۳۱، ج۴، ص۶۲.

www.dawateislami.net

وہ رِیا ہے اور حرام، یہ نکتہ یاد رہے۔ ﴾

ادب ۳۴: دعا عزم وجزم (یعنی پختہ ارادے اور یقین) کے ساتھ ہو یوں نہ کہے کہ الٰہی! تو چاہے تو میری یہ حاجت روا فرما کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں۔ (1)

قال الرضاء: وأما قوله صلى الله عليه وسلم:

((إن تغفر اللّٰهم تغفر جمًّا وأيُّ عبدٍ لك لا ألَمَّا)). (2)

رواه الترمذي والحاكم عن ابن عباس رضي اللّٰه تعالى عنهما وصححاه فليس "إن" فيه للشكّ بل للتعليل كقولك لابنك: "إن كنت ابني فافعل كذا" أي: افعله وامتثل أمري؛ لأنّك ابني وكقولهم: "إن كنت سلطاناً فأعط الجزيل"، فالمعنى اغفر كثيراً؛ لأنّك غفار. ﴾ (3)

---

1 "صحيح البخاري"، كتاب الدعوات، باب ليعزم المسألة... إلخ، الحديث: ٦٣٣٨-٦٣٣٩، ج٤، ص ٢٠٠.

2 یعنی "اے رب ہمارے! اگر تو بخشش فرماتا ہے تو اپنے بندوں کے سارے گناہوں کو بخش دے تیرا کونسا بندہ ہے جس سے گناہ سرزد نہ ہوتا ہو"

"سنن الترمذي"، كتاب التفسير، باب ومن سورة النجم، الحديث: ٣٢٩٥، ج٥، ص١٨٧.

3 رہا یہ اعتراض کہ مصطفیٰ کریم عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِيْم نے بھی اس طرح دعا فرمائی کہ "اے رب ہمارے! اگر تو بخشش فرماتا ہے تو اپنے بندوں کے سارے گناہوں کو بخش دے تیرا کونسا بندہ ہے جس سے گناہ سرزد نہ ہوتا ہو۔" اس حدیث پاک کو امام ترمذی وحاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔ مذکورہ بالا اعتراض کا جواب یہ ہے کہ سرکار نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک کلام میں لفظِ "إنْ" بمعنی "اگر" شک اور تذبذب کی بنا پر نہیں کہ اے اللہ! اگر تو مغفرت فرمانا چاہے تو مغفرت فرمادے بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک کلام میں لفظِ "إن" تعلیل یعنی وجہ بیان کرنے

www.dawateislami.net

ادب ۳۵: دعا جامع، قَلِیْلُ اللَّفْظ وکَثِیْرُ الْمَعنی ہو تطویلِ بے جا سے احتراز کرے۔(1)

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ہے: ''آخر زمانے کے لوگ دعا میں حد سے بڑھ جائیں گے اور آدمی کو اس قدر دعا کفایت کرتی ہے کہ خدایا! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں مجھے بہشت (یعنی جنت) عطا فرما اور اس قول وفعل کی جو اس سے نزدیک کرے، توفیق دے۔(2)

بعض کتابوں میں ہے: یہ دعا جامع وکافی ہے:

کیلئے ہے کہ اے مولیٰ! تو اپنے بندوں کی بخشش فرما اس لئے کہ تو ہی بخشش فرمانے والا ہے۔ جیسا کہ باپ اپنے بیٹے سے کہتا ہے کہ اگر تو میرا بیٹا ہے تو یہ کام کر یعنی تو میرا حکم مان اور یہ کام کر ڈال اس لئے کہ تو میرا بیٹا ہے۔ اسی طرح رعایا میں سے کسی کا حاکم سے کہنا کہ اگر تو حاکم ہے تو مجھ پر عطاؤں کی بارش فرما یعنی مجھے عطیات سے نواز دے، یہ نہیں کہ اگر تو حاکم ہے تو دے ورنہ نہیں۔

چنانچہ مذکورہ حدیث پاک کے معنی یہ ہوں گے کہ اے پروردگار! ہماری بخشش فرما، اس لئے کہ تو خوب بخشش فرمانے والا ہے۔

1 یعنی دعا میں کلام کو بلا ضرورت طویل کرنے سے پرہیز کرے اور ایسے الفاظ استعمال کرے جس کے مفہوم میں وسعت ہو، مثلاً: ''رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً'' کہ اس مختصر سے کلام میں دونوں جہاں کی بھلائیاں مانگ لی گئیں، اور زہے نصیب! کہ یہی پرہیز عام گفتگو میں بھی ہو کہ فضول گفتگو سے آدمی کا وقار ختم ہو جاتا ہے۔ اس پر مزید یہ کہ محشر میں ہر لفظ کو پڑھ کر سنانا پڑے گا۔ والعیاذ باللہ۔

2 ''إحیاء علوم الدین''، کتاب الأذکار والدعوات، الباب الثاني، ج۱، ص۴۰۵.

www.dawateislami.net

"رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا[1] حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ".

"خدایا! ہمیں دنیا وآخرت کی بھلائی عنایت فرما اور دوزخ کی آگ سے بچا۔" (پ۲، البقرۃ: ۲۰۱)۔

عبداللہ بن مُغَفَّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے نے دعا کی: "خدایا مجھے بہشت میں ایک سپید (سفید) محل دے کہ جاتے وقت میرے دہنے ہاتھ پر پڑے فرمایا: اے بیٹا! خدا سے بہشت کا سوال کر اور دوزخ سے پناہ چاہ" فضول باتوں سے کیا فائدہ۔(1)

ادب ۳۶: دعا میں سَجع اور تکلُّف سے بچے کہ باعث شُغلِ قلب وزوالِ رِقّت ہے۔(2) حدیث میں آیا: ((إيّاكم والسجعَ في الدعاء))۔(3)

قال الرضاء: اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعاؤں میں سجع کا آنا، سجع کا آنا ہے نہ کہ سجع کا لانا اور محذور مُسجَّع کرنا ہے نہ کہ مسجع ہونا کہ مشوِّشِ خاطر وہی ہے نہ کہ یہ، ولہذا

---

[1] فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً ای: رَحْمَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً ای: اَلْجَنَّةَ. ۱۲ منہ قدس سرہ

یعنی دنیا میں بھلائی سے مراد رحمت اور آخرت میں بھلائی سے مراد جنت ہے۔

(1) "سنن ابن ماجه"، كتاب الدعاء، باب كراهية الاعتداء في الدعاء، الحديث: ۳۸٦٤، ج٤، ص ۲۸٦.

(2) یعنی: دعا میں جان بوجھ کر ہم قافیہ وہم وزن جملے استعمال نہ کیے جائیں کہ اس سے یکسوئی ختم ہوتی ہے اور رِقّت جاتی رہتی ہے۔

(3) "دعا میں سجع سے بچو۔"

"إحياء علوم الدين"، كتاب الأذكار والدعوات، الباب الثاني، ج۱، ص ٤٠٥.

و "اتحاف السادة المتقين"، كتاب الأذكار والدعوات، الباب الثاني، ج٥، ص۲٤۹.

www.dawateislami.net

حضرت مُصَنِّف عَلّام قُدِّسَ سِرُّہٗ نے لفظِ ''تکلُّف'' زیادہ فرمایا۔)[1]

ادب ۳۷: راگ اور زمزمے (ترنُّم) سے احتراز کرے کہ خلافِ ادب ہے۔

ادب ۳۸: اللہ تعالیٰ سے اپنی کُل حاجتیں مانگے۔

قال الرضاء: اس کی تحقیق حضرت مُصنِّف قُدِّسَ سِرُّہٗ عنقریب اِفادہ فرمائیں گے۔)

ادب ۳۹: بہتر ہے کہ جو دعائیں حدیثوں میں وارد اور اکثر مطالبِ دنیا وآخرت (یعنی دنیا وآخرت کی مرادوں) کو جامع ہیں اِنہیں پر اقتصار (اکتفا) کرے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی حاجتِ نیک دوسرے کے مانگنے کو نہ چھوڑی۔

قال الرضاء: مگر کوئی دعائے ماثور (قرآن وحدیث میں وارد دعائیں) مُعَیَّن نہ کرے کہ تعیین واِدامت (ہمیشگی) باعث زوالِ رقت وقلتِ حضور ہوتی ہے۔)

---

1 یعنی دعا میں جس سجع سے بچنے کا حکم ہے اس سے مراد قصداً اپنے کلام کو ہم وزن وہم قافیہ کرنا ہے کیونکہ ممانعت کی وجہ دھیان بٹنا اور یکسوئی ختم ہونا ہے اور اگر کسی کا کلام بلا تکلف مُسَجَّع (یعنی ہم وزن وہم قافیہ) ہوتا ہو تو یہ ہرگز منع نہیں؛ لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو مُسَجَّع دعائیں منقول ہیں وہ ہرگز ہرگز اس ممانعت کے تحت داخل نہیں کہ وہ بلا تکلُّف ہیں اسی وجہ سے مُصنّف مولانا نقی علی خان علیہ رحمۃ الحنّان نے لفظِ ''تکلُّف'' کی قید کا اضافہ فرمایا ہے۔

www.dawateislami.net

ادب ۴۰: جب اپنے لیے دعا مانگے تو سب اہلِ اسلام کو اس میں شریک کرلے۔

قال الرضاء: کہ اگر یہ خود قابلِ عطا نہیں کسی بندے کا طفیلی ہو کر مراد کو پہنچ جائے گا۔

ابو الشیخ اصبہانی نے ثابت بنانی سے روایت کی: ''ہم سے ذکر کیا گیا جو شخص مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے دعائے خیر کرتا ہے قیامت کو جب ان کی مجلسوں پر گزرے گا ایک کہنے والا کہے گا: یہ وہ ہے کہ تمہارے لیے دنیا میں دعائے خیر کرتا تھا پس وہ اس کی شفاعت کریں گے اور جنابِ الٰہی میں عرض کرکے بہشت میں لے جائیں گے۔''

یہاں تک کہ حدیث میں ہے: ''جو شخص نماز میں مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے دعا نہ کرے وہ نماز ناقص ہے۔''[1]

قال الرضاء: یہ بھی ابو الشیخ نے روایت کی اور خود قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ﴾

''مغفرت مانگ اپنے گناہوں کی اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لیے۔''[2] (پ۲۶، محمد: ۱۹)

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِيْ'' (اے اللہ! میری مغفرت فرما) کہتے سنا، فرمایا: ''اگر عام کرتا تو تیری دعا مقبول ہوتی۔''[3]

---

1. ''کنز العمال''، کتاب الأذکار، الحدیث: ۳۳۷۸، ج۱، الجزء الثاني، ص۴۹، (بحوالہ ابو الشیخ)۔

2. یہاں ترجمہ میں خطاب حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے نہیں بلکہ کسی بھی عام مومن کو یہ دعا تعلیم کی جارہی ہے کہ اپنے اور عام مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت طلب کر جیسا کہ سیاق وسباق سے بھی واضح ہے۔ اس حوالے سے مکمل وضاحت کے لیے دیکھیے ''فتاوی رضویہ''، جلد ۲۹، ص ۳۹۴ سے ۴۰۱ تک، رضا فاؤنڈیشن لاہور.

3. ''رد المحتار''، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب: في الدعاء بغیر العربیۃ، ج۲، ص۲۸۶.

www.dawateislami.net

دوسری حدیث میں ہے: ایک نے "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ" (اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما) کہا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنی دعا میں تعمیم کر کہ دعائے خاص وعام میں وہ فرق ہے جو زمین وآسمان میں۔"(1)

صحیح حدیث میں فرماتے ہیں: "جو سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے استغفار کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر مسلمان مرد و مسلمان عورت کے بدلے ایک نیکی لکھے گا۔"

رواه الطبراني في "الكبير" عن عبادة بن الصامت رضي اللّٰه تعالى عنه بسند جيّد.(2)

---

(1) "مراسيل أبي داود"، باب ما جاء في الدعاء، ص٨.

و"رد المحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، آداب الصلاة، مطلب: في الدعاء بغير العربية، ج٢، ص٢٨٦.

"اپنی دعا میں تعمیم کر" یعنی کسی مخصوص شخص ہی کیلئے دعا کرنے کے بجائے تمام مسلمانوں کو اپنی دعا میں شامل کر کہ کسی خاص شخص کیلئے دعا اور سب مسلمانوں کیلئے دعا، ثواب اور قبولیت کے اعتبار سے زمین وآسمان کا سا فرق رکھتی ہے۔

(2) اس حدیث کو طبرانی نے "معجم کبیر" میں جید سند کے ساتھ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

"مجمع الزوائد"، كتاب التوبة، باب الاستغفار للمؤمنين والمؤمنات، الحديث: ١٧٥٩٨، ج١٠، ص٣٥٢، (بحوالہ طبرانی).

و"الجامع الصغير"، الحديث: ٨٤٢٠، ص٥١٣، (بحوالہ طبرانی).

www.dawateislami.net

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو ہر روز مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے ستائیس۲۷ بار استغفار کرے ان لوگوں میں ہو جن کی دعا مقبول ہوتی ہے اور ان کی برکت سے خلق (یعنی مخلوق) کو روزی ملتی ہے۔''

رواه أيضاً عن أبي الدرداء رضي الله تعالى عنه بسند حسن.[1]

خطیب کی حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو کوئی دعا اس سے زیادہ محبوب نہیں کہ آدمی عرض کرے:

((اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ رَحْمَةً عَامَّةً)).''[2]

''الٰہی! اُمتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عام رحمت فرما۔''

اور امام مستغفری کی حدیث میں یہ لفظ ہیں:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّةِ مُحَمَّدٍ مَغْفِرَةً عَامَّةً))''[3]

''الٰہی! اُمتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عام مغفرت فرما۔''

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں آیا: ''جو تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے استغفار کرے بنی آدم کے جتنے بچے پیدا ہوں سب اس کے لیے استغفار کریں یہاں

---

1 اس حدیث کو بھی امام طبرانی نے ''معجم کبیر'' میں بسندِ حسن حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔
"مجمع الزوائد"، كتاب التوبة، باب الاستغفار للمؤمنين والمؤمنات، الحديث: ١٧٦٠٠، ج١٠، ص٣٥٢، (بحوالہ طبرانی).

2 "الكامل" لابن عدي، ج٥، ص٥٠٦.

3 "ردّ المحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: في الدعاء بغير العربية، ج٢، ص٢٨٦.

www.dawateislami.net

تک کہ وفات پائے۔" رواہ أبو الشیخ الأصبهانی (اس حدیث کو ابو الشیخ اصبہانی نے روایت کیا ہے۔)

فقیر نے اس بارے میں اس لیے احادیث بکثرت نقل کیں کہ مسلمانوں کو رغبت ہو۔ بعض طبائع (طبیعتیں) دعا میں بخل کرتی ہیں اور نہیں جانتیں کہ خود یہ ان ہی کا نقصان ہے۔ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی دعائے خیر میں ملائکۂ آسمان مشغول ہیں ﴿وَیَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ﴾ (1) جَعَلَنَا اللّٰہُ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ وَحَشَرَنَا فِیۡہِمۡ بِمَنِّہٖ، آمین. (2)

ادب ۴۱: ساتھ ہی والدین ومشائخ کیلئے بھی ضرور دعا کرے ماں باپ مُوجِبِ حیاتِ ظاہری ہیں۔

قال الرضاء: اور مشائخ باعثِ حیاتِ باطنی، باپ پدرِ آب وگِل ہے اور پیر واستاذ پدرِ روح ودل۔ (3)

ع ذا أبو الروح لا أبو النطف. (4)

---

(1) ترجمۂ کنزالایمان: "اور زمین والوں کیلئے معافی مانگتے ہیں۔" (پ ۲۵، الشوریٰ: ۵)

(2) اللہ عزوجل ہمیں مسلمان رکھے اور اپنے کرم سے ان ہی کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم!

(3) اپنی دعاؤں میں والدین کے ساتھ ساتھ اپنے پیر ومرشد اور اپنے اساتذہ کیلئے بھی دعا کرے کیونکہ والدین تو جسمانی زندگی کا سبب ہیں اور یہ حضرات روحانی زندگی کا ذریعہ ہیں۔

(4) پیر واستاد روح کے باپ ہیں نہ کہ جسم کے۔

جب کہ وہ حق ورشاد کے پیر واستاذ ہوں، ورنہ زہر وقہرِ جاں گُسِل (جان لیوا)[1] ہے

ے بسا ابلیس آدم روئے ہست[2]

حدیث میں ہے: ''جو شخص نماز پڑھے اور اس میں ماں باپ کے لئے دعا نہ کرے وہ نماز ناقص ہے۔'' اور دعا والدین کے لیے سنتِ قدیمہ ہے کہ حضرت نوح عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْم کے وقت سے جاری۔ اللہ تعالیٰ ان سے حکایت فرماتا ہے: ﴿رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ﴾۔[3]

قال الرضاء: اور حضرت ابراہیم عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْم سے حکایت فرمائی:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ﴾[4]

---

1. یعنی وہ پیر واستاذ خود بھی شریعت کے پابند ہوں اور اپنے مریدین وتلامذہ کو بھی شرعی احکام کی بجا آوری کیلئے تاکید کرتے ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ مسلمان صحیح العقیدہ سنی ہوں ورنہ انکی شاگردی وصحبت جان لیوا زہرِ قاتل کہ آخرت میں خود بھی پشیمان وپریشان اور اپنے مریدین وتلامذہ کیلئے بھی وبالِ جان۔ بالخصوص: آج کل بے عمل وبدعقیدہ نام نہاد پیروں کا دور دورہ ہے۔ مسلمانوں پر لازم کہ ایسوں سے خود بھی بچیں اور اپنے اقرباء کو بھی بچائیں اور کسی کو بھی پرکھنے کیلئے شریعت کے ترازو کو استعمال میں لائیں کہ وہ شرعی احکام پر کس قدر عمل پیرا ہے اور کس طرح کے عقائد ونظریات رکھتا ہے کہیں وہ گستاخ وبے دین تو نہیں کیونکہ اصل معیار خرقِ عادت، شعبدے دکھانا نہیں بلکہ شرعی احکام کی بجا آوری اور عقائد ونظریات میں قرآن وسنت وسلف صالحین کی موافقت ہے۔
2. کبھی ابلیس آدمی کی شکل میں آتا ہے۔
3. ترجمۂ کنزالایمان: ''اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو۔'' (پ ۲۹، نوح: ۲۸)
4. ترجمۂ کنزالایمان: ''اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔'' (پ ۱۳، ابراھیم: ۴۱)

www.dawateislami.net

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾[1]

ادب ۲۴: سنّت یوں ہے کہ پہلے اپنے نفس کے لیے دعا مانگے، پھر والدین و دیگر اہلِ اسلام کو شریک کرے۔

قال الرضاء: سعید بن یسار کہتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے پاس بیٹھا تھا۔ ایک شخص کو یاد کر کے میں نے اس کے لئے دعائے رحمت کی حضرت ابن عمر نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''پہلے اپنے نفس سے ابتدا کر''

رواه ابن أبي شيبة.[2]

امام نخعی فرماتے ہیں: ''جب دعا کرے، اپنے نفس سے ابتدا کرے، تجھے کیا خبر کہ کونسی دعا قبول ہو جائے۔''[3]

اور صحاح[4] میں ثابت کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب کسی کے لیے دعا فرماتے اپنے نفسِ نفیس سے ابتدا فرماتے اور بارہا حضور اقدس سے اس کا خلاف بھی ثابت۔

---

1 ترجمۂ کنزالایمان: ''اے میرے رب! تو ان دنوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹپن (بچپن) میں پالا۔'' (پ ۱۵، بنیۤ إسرآئیل: ۲٤)

2 اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔

''المصنَّف'' لابن أبي شيبة، كتاب الدعاء، باب من قال: إذا دعوت فابدأ بنفسك، الحديث: ٤، ج٧، ص٢٣.

3 المرجع السابق.

4 صحاح، یہ لفظ ''صحیح'' کی جمع ہے اور اس سے مراد حدیث کی وہ کتابیں جن میں اکثر صحیح حدیثوں کا اہتمام کیا گیا ہو مثلاً: ''صحیح البخاری''، ''صحیح مسلم'' وغیرہ۔

www.dawateislami.net

امام بدرالدین زرکشی "حواشي ابن الصلاح" میں یوں تطبیق دیتے ہیں کہ اگر اپنے اور دوسرے کے لیے ایک ہی بات کی دعا کرے، تو اپنے نفس سے ابتداء کرے مثلاً: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ (اے اللہ! میری اور میرے والدین کی بخشش فرما) اور اگر مدعا غیرِ غیر ہو (دوسرے کیلئے کوئی اور دعا کرنی ہو) تو اختیار ہے۔ جیسے: اَللّٰھُمَّ اشْفِ فُلَانًا وَاغْفِرْ لِيْ (اے اللہ! میرے فلاں بھائی کو شفا دے اور میری بخشش فرما) یا اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِيْ وَاقْضِ دَيْنَ فُلَانٍ (اے اللہ! مجھ پر رحم فرما اور میرے فلاں بھائی سے قرض کا بوجھ اتار دے)۔

اور "شرح عقیدہ برہانیہ" میں ہے کہ دعا میں اپنے نفس پر بھائی مسلمانوں کو مقدم رکھے مگر یہ مرتبہ ایثار[1] کا ہے۔ حدیث میں ہے: "جب بندہ اپنے بھائی مسلمان کے لئے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالٰی فرماتا ہے: لبیک اے میرے بندے! اور میں پہلے تجھ سے شروع کروں گا۔"[2] اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہو گی کہ اِجابت (قبولیت) میں اس سے بِدایت (ابتداء) ہو گی تو مقام ایثار مقامِ عالی وشریف ہے۔" یہ لکھ کر آخیر میں اختیار دے دیا کہ فإن شاء بدء بنفسه وإن شاء بدء بغيره، انتهى.[3]

---

1 دوسروں کی خواہش اور حاجت کو اپنی خواہش وحاجت پر ترجیح دینا ایثار کہلاتا ہے۔

("مدینے کی مچھلی"، ص۳، مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ، کراچی)۔

2 "إحياء علوم الدين"، كتاب آداب الألفة... إلخ، الباب الثاني، ج۲، ص۲۳۲.

3 آخر میں صاحبِ "عقیدۂ برہانیہ" لکھتے ہیں کہ اب اگر چاہے تو اپنے آپ سے دعا میں پہل کرے اور اگر چاہے تو اپنے دوسرے بھائی کو مقدم کرے۔

www.dawateislami.net

علامہ شہاب خفاجی مصری ''نسیم الریاض'' میں فرماتے ہیں: ان اقوال میں یوں جمع کر سکتے ہیں کہ ہر امر کے لئے ایک مقام جداگانہ ہے اور ہر شخص کے لیے اس کی نیت، انتھی۔

أقول: ظاہراً یہ ایثار مقامِ خواص ہے اور عوام کو تقدیمِ نفس (پہلے اپنے لئے دعا مانگنا) ہی مناسب۔ ولہٰذا شارع صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عام کے لیے تشریع فرماتے، اکثر یہی منقول بلکہ فقیر کے خیال میں نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دعا میں اپنے نفس اقدس کو اوروں سے مؤخر (یعنی پیچھے) رکھنا ثابت ہو۔ ہاں دعا لِلْغیر پر اقتصار بارہا ہوا ہے (ہاں! کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ صرف دوسرے کیلئے ہی دعا فرمائی ہے) اور حدیث صحیح: ((ابدأ بنفسک ثم بمن تعول)) [1] سے بھی اس معنی پر استدلال کر سکتے ہیں۔ شرعِ مُطہّر میں حقِ نفس، حقِ غیر پر بے شک مقدم۔ واللّٰہ سبحانہ وتعالی أعلم۔

ادب ۳۳: حتی الوُسع اوقات واَماکنِ اِجابت کی رعایت کرے۔ [2]

ادب ۳۴: آمین پر ختم کرے کہ دعا کی مُہر ہے۔

---

(1) اپنے آپ سے ابتدا کیجئے پھر وہ جو آپ کی کفالت میں ہیں۔

("فتح القدیر"، کتاب أدب القاضي، مسائل منثور من کتاب القضاء، ج۶، ص۴۳۶)

(2) یعنی جن جن اوقات ومقامات سے متعلق احادیث یا اقوال، بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ سے منقول کہ ان اوقات یا مقامات میں مولیٰ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم اپنے بندوں کے شاملِ حال رہتا ہے ان اوقات ومقامات کی رعایت کرتے ہوئے ان میں خاص طور پر اپنے رب عزوجل کے حضور دعا کرے۔

نوٹ: ان اوقات ومقامات کو جاننے کیلئے اسی کتاب میں تیسری اور چوتھی فصل کا مطالعہ فرمائیے۔

www.dawateislami.net

قال الرضاء: اور سننے والے کو بھی آمین کہنا چاہیے۔

استناناً بسنّة هارون علیه الصلاة والسلام **فإنّ موسی کان یدعو وهارون یؤمّن کما في الحدیث عنه** صلی الله تعالی علیه وعلیهما وسلم.[1]

ادب ۲۵: بعدِ فراغ (دعا سے فارغ ہونے کے بعد) دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرے کہ وہ خیر وبرکت جو بذریعہ دعا حاصل ہوئی اشرف الاعضاء یعنی چہرے سے مُلاقی (یعنی مَس) ہو۔

---

1 یعنی حضرت ہارون عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے دعا کے بعد آمین کہے کہ حضرت موسیٰ عَلَیْهِ السَّلَام دعا فرماتے تھے اور ہارون عَلَیْهِ السَّلَام آمین کہتے جیسا کہ حدیث پاک میں ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

"صحیح ابن خزیمة"، کتاب الإمامة، باب ذکر ما کان الله عزوجل خصّ نبیه صلی الله علیه وسلم بالتأمین... إلخ، الحدیث: ۱۵۸۶، ج۳، ص۳۹.

لِ **عن ابن مسعود عن النبي** صلی الله علیه وسلم **أنه قال: ((إذا رفعتم أیدیکم إلی الله ودعوتم وسألتموه حوائجکم فامسحوا أیدیکم علی وجوهکم فإن الله حي کریم یستحیي من عبده إذا رفع یدیه وسأل أن یردهما خائبین فامسحوا هذا الخیر علی وجوهکم)).**

یعنی جب تم اپنے ہاتھ خدائے تعالیٰ کی طرف اٹھا کر دعا وسوال کرو انہیں منہ پر پھیرلو کہ خدائے تعالیٰ شرم وکرم والا ہے، جب بندہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتا اور سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ خالی ہاتھ پھیرنے سے شرماتا ہے پس اس خیر کو اپنے مُونہوں پر مسح کرو یعنی خدائے کریم ہاتھ خالی نہیں پھیرتا۔ کسی طرح کی بھلائی اور خیر وخوبی خواہ وہی خیر جس کیلئے دعا کی یا دوسری نعمت ضرور مرحمت فرماتا ہے بنظر اس رحمت وبرکت کے دعا کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنا مقرر ہوا ۱۲ منہ قُدِّسَ سِرُّہٗ

www.dawateislami.net

ادب ۴۶: اللہ جل جلالہٗ کے سعتِ رحمت وصدقِ وعدہ (یعنی اللہ عزوجل کی رحمت کی وسعت اور سچے وعدے) ﴿اُدْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [1] پر نظر کرکے اِستجابتِ دعا (دعا کی قبولیت) پر یقینِ کامل رکھے کہ کریم سائل کو محروم نہیں پھیرتا۔

حدیث میں ہے: ((ادعوا اللّٰہ وأنتم موقنون بالإجابة)). [2]

''اللہ تعالٰی سے دعا کرو اس حال پر کہ تمہیں اِجابت (قبولیت) کا یقین ہو۔''

جو دعا کرے اور یہ سمجھے کہ میری دعا کیا قبول ہوگی! اس کی دعا مقبول نہ ہوگی۔

قال اللّٰہ تعالی: ((أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ)) [3] اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ دعا کے وقت اپنا گناہ یاد نہ کرے کہ اس کا خیال یقینِ اِجابت میں خلل ڈالے گا اور طاعت (نیکی) کو بھی بطورِ استحقاق نہ یاد کرے کہ عُجب وناز (خود پسندی وغرور) میں مبتلا کرے گا اور تضرّع وشکستگی (عاجزی وانکساری) میں مُخِل ہوگا۔ [4]

---

1. ترجمۂ کنزالایمان: ''مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا۔'' (پ ٢٤، المؤمن: ٦٠)
2. "سنن الترمذي"، كتاب الدعوات، الحديث: ٣٤٩٠، ج٥، ص ٢٩٢.
3. یعنی میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ فرماتا ہوں۔
"صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب قول اللّٰه: ﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ﴾، الحديث: ٧٥٠٥، ج٤، ص ٥٧٤.
4. دعا مانگتے وقت اللہ عزوجل کی رحمت کاملہ اور اسکا وعدہ جو قرآن میں ہے کہ ''مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا'' کو پیشِ نظر رکھ کر اپنی دعا کی قبولیت پر کامل یقین رکھے کہ میری دعا ضرور قبول ہوگی حدیث مبارکہ میں بھی اسکا حکم دیا گیا ہے کیونکہ وہ کریم ہے اور کریم کے شایان نہیں کہ وہ سائل کو محروم کردے اور جو دعا کرنے کے بعد قبولیت میں شک کرے تو اسکی دعا قبول کیونکر ہوسکتی ہے کہ خود ربُّ العزت

ادب ۲۷: دعا کرتے کرتے ملال نہ لائے بلکہ نشاطِ قلب (خوشدلی) کے ساتھ عرض کرے:((فإنّ اللّٰہ لا یملّ لا تملّوا)).[1]

قال الرضاء: وفي لفظ: ((لا یسأم حتی تسأموا)) والمولی سبحنہ وتعالٰی منزّہ عن الملالۃ والسآمۃ وإنّما ھو من باب المشاکلۃ.)[2]

فرماتا ہے: ''میں اپنے بندے کے گمان سے نزدیک ہوں'' یہی وجہ ہے کہ علمانے دورانِ دعا اپنے گناہوں کو یاد کرنے سے منع فرمایاہے کہ یہ قبولیت دعا میں شک پیدا کریگا اسی طرح اپنی عبادتوں اور نیک کاموں کوبطورِ استحقاق پیشِ نظر نہ رکھے یعنی یوں نہ سمجھے: اے اللّٰہ! میں نے فلاں نیک کام کیا تھا لہٰذا میں حقدار ہوں کہ تو مجھے فلاں چیز عطا فرما، یا میری فلاں دعا قبول فرما کہ اس طرح کہنے سے اس میں اپنے اعمال پر ناز اور خود پسندی جیسی برائیاں پیدا ہونگی اور عاجزی وانکساری جو دعا میں مطلوب ہے وہ جاتی رہے گی۔

1 ''بے شک اللّٰہ عزوجل ملال سے پاک ہے، تم بھی اپنے آپ کو ملال میں مبتلا نہ کرو۔''

(''صحیح مسلم''، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضیلۃ العمل... إلخ، الحدیث: ۷۸۵، ص۳۹۵)

2 ایک روایت میں یوں ہے: ((لا یسأم حتی تسأموا)) یعنی اللّٰہ تعالٰی ملول نہیں ہوتا، یہاں تک کہ تم ملال نہ کرو۔(''صحیح مسلم''، الحدیث: ۷۸۵، ص۳۹۵) اور وہ پروردگار تو ملال (یعنی اکتانے) سے پاک، منزہ و مبرا ہے اور یہ جو اس کی طرف نسبت کی گئی یہ بابِ مُشاکلہ سے ہے۔

مُشاکلہ سے مراد یہ ہے کہ: ''کسی شئے کے معنی ومفہوم کو کسی ایسے دوسرے لفظ کے ذریعے ادا کیا جائے جو اس کے لئے مَوضُوع لَہٗ نہیں (یعنی وضع نہیں کیا گیا) لیکن مَوضُوع لہ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے''، جیسے مذکورہ حدیث میں لفظِ ''لا یسأم''، ''حتی تسأموا'' کے ساتھ واقع ہوا۔ کما بیّنہ في ''ثمرات الأوراق'': المشاکلۃ في اللغۃ: ھي المماثلۃ، وھي في المصطلح: ''ذکر الشيء

www.dawateislami.net

ادب ۴۸: دعا کے قبول میں جلدی نہ کرے۔

حدیث شریف میں ہے کہ خدائے تعالٰی تین آدمیوں کی دعا قبول نہیں کرتا ایک وہ کہ گناہ کی دعا مانگے، دوسرا وہ کہ ایسی بات چاہے کہ قطع رحم ہو، تیسرا وہ کہ قبول میں جلدی کرے، کہ میں نے دعا مانگی، اب تک قبول نہ ہوئی ایسا شخص گھبرا کر دعا چھوڑ دیتا ہے اور

بغير لفظه لموافقة القرائن ومشاكلتها" كقوله تعالى: ﴿وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا﴾ فالجزاء عن السيئة في الحقيقة غير سيئة والأصل وجزاء سيئة عقوبة.

ومنه قوله تعالى: ﴿تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ﴾ والأصل تعلم ما في نفسي ولا أعلم ما عندك لأن الحق تعالى وتقدس لا تستعمل لفظة النفس في حقه إلا أنها استعملت هنا للمماثلة والمشاكلة كما تقدم.

ومنه قوله تعالى: ﴿ومكروا ومكر الله﴾ والأصل وأخذهم الله.

وفي الحديث قوله: ((فإن الله لا يمل حتى تملّوا)) الأصل فإنّ الله لا يقطع عنكم فضله حتى تملّوا عن مسألته، فوضع "لا يمل" موضع "لا يقطع الثواب" على جهة المشاكلة وهو مما وقع فيه لفظ المشاكلة أولاً."

وكذا في "تحرير التحبير": (باب المشاكلة: وهي أن يأتي المتكلم في كلامه أو الشاعر في شعره باسم من الأسماء المشتركة في موضعين فصاعداً من البيت الواحد، وكذلك الاسم في كل موضع من الموضعين مسمى غير الأول، تدل صيغته عليه بتشاكل إحدى اللفظتين الأخرى في الخط واللفظ، ومفهومهما مختلف).

(انظر "تحرير التحبير في صناعة الشعر والنثر"، و"ثمرات الأوراق" في المكتبة الشاملة)

www.dawateislami.net

مطلب سے محروم رہتا ہے۔[1]

اے عزیز! تیرا پروردگار فرماتا ہے:

﴿اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾

"میں دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں، جب مجھ سے دعا مانگے۔" (پ ۲، البقرۃ: ۱۸۶)

﴿وَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَثِیۡرًا لَّعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ﴾

"دعا بہت مانگو اور مجھ کو اپنی مصیبت کے وقت یاد کرو تاکہ بلاء سے نجات پاؤ۔" (پ ۱۰، الأنفال: ۴۵)

﴿فَلَنِعۡمَ الۡمُجِیۡبُوۡنَ﴾

"ہم کیا اچھے قبول کرنے والے ہیں۔" (پ ۲۳، الصّٰفّٰت: ۷۵)

﴿اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَكُمۡ﴾

"مجھ سے دعا مانگو میں قبول فرماؤں۔" (پ ۲۴، المؤمن: ۶۰)

پس یقین سمجھ کہ وہ تجھے اپنے دَر سے محروم نہیں کرے گا اور اپنے وعدے کو وفا فرمائے گا وہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے:

﴿وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡهَرۡ﴾ "سائل کو نہ جھڑک۔" (پ ۳۰، الضحی: ۱۰)۔

آپ کس طرح اپنے خوانِ کرم سے دور کرے گا بلکہ وہ تجھ پر نظرِ کرم رکھتا ہے کہ تیری دعا کے قبول کرنے میں دیر کرتا ہے۔

---

1 "صحیح مسلم"، کتاب الذکر والدعاء، باب بیان أنه یستجاب للداعي ما لم یعجل... إلخ، الحدیث: ۲۷۳۵، ص۱۴۶۳.

www.dawateislami.net

ابن ابی شیبہ و بیہقی و صابونی کی حدیث میں ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جب کوئی پیارا خدائے تعالیٰ کا دعا کرتا ہے جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں: الٰہی! تیرا بندہ تجھ سے کچھ مانگتا ہے۔ حکم ہوتا ہے ٹھہرو ف ابھی نہ دو تا کہ پھر مانگے کہ مجھ کو اس کی آواز پسند ہے۔“

خوش ہمی آید مرا آواز او

واں خدایا گفتن و آں رازِ او [1]

اور جب کوئی کافر یا فاسق دعا کرتا ہے، فرماتا ہے: اس کا کام جلدی کر دو تا کہ پھر نہ مانگے کہ مجھ کو اس کی آواز مکروہ (ناپسند) ہے۔ [2]

یحییٰ بن سعید بن قطّان رحمۃ اللہ علیہ [3] نے جناب باری کو خواب میں دیکھا عرض کی:

ف: قبول میں دیر سے نہ گھبرانے کے بیان میں۔

❶ ؎ پسند آتی ہے مجھ کو تو وہی آوازاے بندے!

تو جس میں راز کہتا ہے مجھے پکار اٹھتا ہے

❷ ”شعب الإیمان“، فصل في ذکر ما في الأوجاع... إلخ، الحدیث: ١٠٠٣٤، ج٧، ص٢١١.

❸ آپ کا پورا نام ابو سعید یحییٰ بن سعید بن فرّوخ قطان تمیمی بصری ہے آپ حدیث کے بہت بڑے امام ہیں، ابن عمار کہتے ہیں کہ عبد الرحمن بن مہدی نے آپ سے آپکی حیات میں ہی دو ہزار حدیثیں روایت کیں، ابراہیم بن محمد تیمی فرماتے ہیں: میں نے علم الرجال کا آپ سے زیادہ ماہر نہیں دیکھا، امام خلیلی فرماتے ہیں کہ سفیان ثوری کو آپ کی قوتِ حافظہ پر حیرت ہوتی تھی، آپ کا انتقال صفر ١٩٨ھ میں ہوا۔

(ماخوذ من ”تهذیب التهذیب“ لابن حجر، ج٩، ص٢٣٤-٢٣٧)

www.dawateislami.net

الٰہی! میں اکثر دعا کرتا ہوں اور تو قبول نہیں فرماتا حکم ہوا: اے یحییٰ! میں تیری آواز کو دوست رکھتا ہوں اس واسطے تیری دعا میں تاخیر کرتا ہوں۔ (1)

قال الرضاء: سگانِ دنیا (2) کے اُمیدواروں کو دیکھا جاتا ہے کہ تین تین برس تک اُمیدواری میں گزارتے ہیں صبح وشام ان کے دروازوں پر دوڑتے ہیں اور وہ ہیں کہ رُخ نہیں ملاتے، بار نہیں دیتے، جھڑکتے، دل تنگ ہوتے، ناک بھوں چڑھاتے ہیں امیدواری میں لگایا تو بیگار ڈالی، یہ حضرت گرہ (اپنے پلّے) سے کھاتے گھر سے منگاتے بیکار بیگار کی بلاء اٹھاتے ہیں اور وہاں برسوں گزریں ہنوز روزِ اوّل ہے مگر یہ نہ امید توڑیں نہ پیچھا چھوڑیں اور أَحکَمُ الحاکِمِین أَکرَمُ الأَکرَمِین عَزَّ جَلالُهٗ کے دروازے پر اوّل تو آتا ہی کون ہے اور آئے بھی تو اُکتاتے، گھبراتے، کل کا ہوتا آج ہو جائے، ایک ہفتہ کچھ پڑھتے گزرا اور شکایت ہونے لگی، صاحب پڑھا تو تھا کچھ اثر نہ ہوا، یہ احمق اپنے لیے اجابت کا دروازہ خود بند کر لیتے ہیں۔ (3)

---

1 "الرسالة القشيرية"، باب الدعاء، ص ۲۹۷.

2 سگان، سگ کی جمع ہے اور سگ فارسی میں کتے کو کہتے ہیں چونکہ اہل اللہ رحمہم اللہ اربابِ اقتدار سے دور ہی رہتے ہیں اور یہ طبقہ عموماً ظلم وستم اور غرور وتکبر سے بچ نہیں سکتا، اقتدار کے نشے میں نہ جانے یہ حکام اپنے آپ کو کیا سمجھے ہوتے ہیں۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے ان کو سگانِ دنیا کہہ کر مخاطب کیا۔

3 بعض اوقات دنیوی افسران کسی کو آئندہ ملازمت کی امید دلا کر بلا اُجرت کام لیتے اور طرح طرح سے نخرے دکھاتے ہیں مزید یہ کہ اس امیدوار کو اپنے اخراجات وغیرہ بھی اپنے پلے سے دینے پڑتے ہیں، ان تمام مصیبتوں اور بلاؤں کے باوجود دنیوی لالچ کا حال یہ ہے کہ امید ختم نہیں ہوتی اور سالہا سال اس امید پر لگا دیتے ہیں کہ کبھی نہ کبھی تو نوکری مل ہی جائیگی اور اسی وجہ سے انکے دفاتر کے صبح شام

www.dawateislami.net

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((يستجاب لأحدكم ما لم يعجل يقول: دعوت فلم يستجب لي)).[1]

''تمہاری دعا قبول ہوتی ہے جب تک جلدی نہ کرو کہ میں نے دعا کی تھی، قبول نہ ہوئی۔''

اور پھر بعض تو اس پر ایسے جامے سے باہر ہو جاتے ہیں کہ اعمال وادعیّہ (وظائف ودعاؤں) کے اثر سے بے اعتقاد بلکہ اللہ کے وعدہ وکرم سے بے اعتماد[2] والعِیاذ باللّٰہ الکریم الجَوَاد.

ایسوں سے کہا جائے کہ اے بے حیا! بے شرمو! ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالو، اگر کوئی تمہارا برابر والا دوست تم سے ہزار بار کچھ کام اپنے کہے اور تم اس کا ایک کام نہ کرو، تو

چکر لگاتے ہیں، اور وہ افسر ہیں کہ انھیں منہ تک نہیں لگاتے، انھیں جھڑکیاں کھلاتے، اور وہ برسا برس گزر جانے کے باوجود اسے پہلا دن سمجھتے ہیں۔ دنیادار افسروں کے بارے میں تو ان دنیا چاہنے والوں کا یہ طرزِ عمل...! لیکن غیب سے روزی دینے والے احکم الحاکمین جَلَّ جَلَالُہ کی بارگاہ میں...! پہلی بات تو کوئی اپنی عرضی دیتا ہی نہیں اور دیتے بھی ہیں تو اُکتاتے، گھبراتے ہوئے کہ کل کا ہوتا کام آج بلکہ ابھی ہو جائے، اگر کسی نے حصول مقصد کیلئے کوئی وظیفہ بتایا بھی تو ابھی ہفتہ بھر بھی نہ پڑھا تھا کہ شکوہ کرنا شروع کر دیا کہ میں نے وظائف بھی کیے لیکن کچھ اثر نہیں ہوا، اور اتنا بے وقوف ہے کہ یہ نہیں جانتا کہ وہ شکوہ کر کے اپنے لئے دعا کی قبولیت کا دروازہ خود بند کر چکا ہے۔

1. "سنن الترمذي"، كتاب الدعوات، الحديث: ٣٦١٩، ج٥، ص٣٤٨.
2. یعنی بعض لوگ تو غصے میں آپے سے اتنا باہر ہو جاتے ہیں کہ دعاؤں اور وظائف پر بھروسہ اور یقین ہی ختم کر بیٹھتے ہیں بلکہ بعض کا تو اللہ عزوجل کے کرم وعنایت اور اسکے قبولیتِ دعا کے وعدے پر سے بھی اعتماد اٹھ جاتا ہے۔

www.dawateislami.net

اپنا کام اس سے کہتے ہوئے اوّل تو آپ لجاؤ (شرماؤ) گے کہ ہم نے تو اس کا کہنا کیا ہی نہیں اب کس منہ سے اس سے کام کو کہیں اور اگر ''غرض دیوانی ہوتی ہے'' کہہ بھی دیا اور اس نے نہ کیا تو اصلاً محلِ شکایت نہ جانو گے کہ ہم نے کب کیا تھا جو وہ کرتا۔ اب جانچو کہ تم **مالک علی الاطلاق عَزَّ جَلالُہٗ** کے کتنے احکام بجالاتے ہو۔ اس کا حکم بجا نہ لانا اور اپنی درخواست کا خواہی نخواہی (زبردستی/ناچار) قبول چاہنا کیسی بے حیائی ہے، او احمق! پھر فرق دیکھ اپنے سر سے پاؤں تک نظرِ غور کر، ایک ایک رونگٹے میں ہر وقت ہر آن کتنی کتنی ہزار در ہزار صد ہزار بے شمار نعمتیں ہیں، تو سوتا ہے اور اس کے معصوم بندے (فرشتے) تیری حفاظت کو پہرا دے رہے ہیں، تو گناہ کر رہا ہے اور سر سے پاؤں تک صحت وعافیت، بلاؤں سے حفاظت، کھانے کا ہضم، فُضلات کا دفع، خون کی روانی، اعضاء میں طاقت، آنکھوں میں روشنی، بے حساب کرم بے مانگے بے چاہے تجھ پر اتر رہے ہیں، پھر اگر تیری بعض خواہشیں عطا نہ ہوں کس منہ سے شکایت کرتا ہے، تو کیا جانے کہ تیرے لیے بھلائی کاہے میں ہے، تو کیا جانے کہ کیسی سخت بلا آنے والی تھی کہ اس دعا نے دفع کی، تو کیا جانے کہ اس دعا کے عوض کیسا ثواب تیرے لیے ذخیرہ ہو رہا ہے، اس کا وعدہ سچا ہے، اور قبول کی یہ تینوں صورتیں ہیں جن میں ہر پہلی پچھلی سے اعلیٰ ہے۔ ہاں بے اعتقادی آئی تو یقین جان کہ مارا گیا اور ابلیس لعین نے تجھے اپنا سا کر لیا۔ **والعیاذ باللّٰہ سبحنہ وتعالٰی**.[1]

اے ذلیل خاک! اے آبِ ناپاک! اپنا منہ دیکھ اور اس عظیم شرف کو غور کر کہ اپنی

---

(1) ایسے لوگ جو حصولِ مقصد میں تاخیر کے سبب دعا اور وظائف اور اللّٰہ عزوجل کے کرم وعنایت پر سے بھروسہ واعتماد کھو بیٹھتے ہیں ایسے بے حیا، بے شرم لوگوں کو کہا جائے کہ تم اپنے گریبان میں تو جھانکو اگر

www.dawateislami.net

بارگاہ میں حاضر ہونے، اپنا پاک متعالی (بلند وبالا) نام لینے، اپنی طرف منہ کرنے، اپنے پکارنے کی تجھے اجازت دیتے ہیں، لاکھوں مرادیں اس فضل عظیم پر نثار۔

او بے صبرے! ذرا بھیک مانگنا سیکھ، اس آستانِ رفیع (بلند بارگاہ) کی خاک پر

تمہارا کوئی دوست تمہیں کوئی کام کہے اور تم نہ کرو اور جب تم کو اسی دوست سے کوئی کام پڑ جائے تو پہلے تو اس سے کہتے ہوئے تمہیں شرم آئیگی کہ میں کس منہ سے اسے کہوں! اور اگر اپنی غرض میں دیوانے ہو جاؤ اور اسے کہہ بھی دو اور وہ نہ کرے تو تمہیں بالکل ناگوار نہ گزرے گا کہو گے کہ میں نے اسکا کونسا کام کیا تھا جو وہ کرتا، اب سوچنے کا مقام ہے کہ تم اللہ عزوجل کے کتنے احکامات مانتے ہو! اسکے احکامات پر عمل پیرا نہ ہونے کے باوجود زبردستی یہ چاہو کہ دعا قبول کی جائے تو یہ بے حیائی نہیں تو اور کیا ہے! اور اے احمق جاہل! اپنے سر سے پاؤں تک ہی غور کر لے کہ تیرے جسم کے ہر ہر رُوئیں میں ہر لمحے ہر گھڑی اسکی ہزار ہا نعمتوں اور کرم کی بارش برس رہی ہے کہ تو سوتا بھی ہے تو اُسکے معصوم فرشتے تیری حفاظت کرتے ہیں، تیری نافرمانیوں اور گناہوں کے باوجود تیرا سر سے پاؤں تک صحیح سلامت وصحت مند ہونا، وباؤں اور بلاؤں سے تیرا محفوظ ہونا، نظام ہاضمہ کی درستی، خون کی گردش، اعضاء میں قوت، آنکھوں کی روشنی، الغرض بے شمار نعمتیں بن مانگے تجھے عطا ہو رہی ہیں پھر اگر تیری کوئی آرزو وہ بھی تیری اپنی نافرمانی و غلطی کی وجہ سے پوری نہ بھی ہو تو کس منہ سے شکوے کرتا ہے تجھے کیا معلوم کہ تیرے لئے کس کام میں بھلائی ہو، تجھے کیا خبر کہ تجھ پر کیسی آفت آنے والی تھی کہ اس دعا کی برکت سے ٹل گئی، تجھے کیا معلوم کہ اس دعا کے سبب تجھے کتنا ثواب عطا ہوا کہ تو روز قیامت اس ثواب کو دیکھے تو تمنا کرے کہ کاش میری کوئی دعا قبول نہ ہوتی، بظاہر دعا قبول نہ ہونے کی ان تینوں وجوہات میں سے ہر بعد والی وجہ پہلی وجہ سے اعلیٰ اور افضل ہے، ہاں! اگر دعا قبول نہ ہونے کی وجہ سے تیرا اس پر سے اعتماد و بھروسہ اٹھ گیا تو جان لے کہ شیطان نے تجھے وسوسہ میں ڈال کر اپنا سا کر دیا، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پناہ۔

www.dawateislami.net

لوٹ جا اور لپٹا رہ اور ٹکٹکی بندھی رکھ کہ اب دیتے ہیں، اب دیتے ہیں بلکہ اسے پکارنے، اس سے مُناجات کرنے کی لذت میں ایسا ڈوب جا کہ ارادہ و مراد کچھ یاد نہ رہے، یقین جان کہ اس دروازے سے ہرگز محروم نہ پھرے گا[1] کہ ؎

من دق باب الکریم انفتح[2]

وباللہ التوفیق ۞

ادب ۴۹: اپنے گناہ وخطا پر نظر کرکے دعا کو ترک نہ کرے کہ شیطان کی بھی دعا قبول ہوئی اور اسے قیامت تک مہلت ملی ﴿اِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ﴾[3]

کہتے ہیں فرعون دن بھر خدائی کا دعویٰ کرتا اور رات کو دعا و زاری میں مشغول رہتا اسی سبب سے جاہ وحشم و مال و ملک اس کا مدت تک قائم رہا۔[4] ؎

روز موسیٰ پیش حق نالاں شدے

---

1. اے بے صبرے! اس کریم عزوجل کی بارگاہ میں بھیک مانگنے کا ڈھنگ اور سلیقہ تو سیکھ، اس بلند وبالا پروردگار کی بارگاہ میں پڑا رہ، اور ہمہ وقت اسی کے کرم پر اس امید پر ٹکٹکی باندھے رکھ کہ ابھی مراد بر آئیگی ،ابھی حاجت پوری ہوگی، زہے نصیب کہ اس پروردگار کو پکارتے ہوئے اور اس سے مناجات کرتے ہوئے اسکی یاد میں ایسا ڈوب جا کہ تجھے تیرا مقصد و مراد کچھ یاد نہ رہے، اور اس بات کا یقین کامل کر لے کہ یہ وہ در ہے جس میں نامرادی ہے ہی نہیں۔
2. جو کریم کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو وہ اس پر کھل جاتا ہے۔
3. ترجمۂ کنز الایمان: ''تو مہلت والوں میں ہے۔'' (پ ۲۳، ص: ۸۰)
4. ''مثنوی مولانا روم'' (مترجم)، دفتر اول، ص ۶۱۔

www.dawateislami.net

نیم شب فرعون ہم گریاں شدے

کیں چہ غم است اے خدا بر گردنم

گر نہ غم باشد کہ گوید من منم (1)

اے عزیزو! وہ ارحم الراحمین ہے اس سے ناامید ہونا مسلمان کی شان نہیں جو کافروں کو نعمت سے محروم نہیں رکھتا، تجھے کب محروم کرے گا۔ ؎

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب

گبر و ترسا وظیفہ خور داری (2)

دوستاں را کجا کنی محروم

تو کہ با دشمناں نظر داری (3)

ادب ۵۰: تندرستی وخوشی وفراغ دستی کی حالت میں دعا کی کثرت کرے تاکہ سختی ورنج میں بھی دعا قبول ہو۔

حدیث میں ہے: **((من سرّہ أن یستجیب اللّٰہ لہ عند الشدائد والکُرَب فلیکثر الدعاء في الرَّخاء)).**

---

(1) ان اشعار کا مفہوم پچھلی بات میں مصنف علیہ الرحمہ نے بیان فرمادیا ہے۔

(2) ؏ خزانہ غیب کا تیرے کُھلا ہے بت پرستوں پر
تو نصرانی، یہودی بھی کبھی محروم نہ چھوڑے

(3) ؏ جو فرمائے کرم ایسا کہ دشمن بھی رہیں شاداں
ہے تُو تو دوستِ عطاری! رہے محروم کیونکر تو

۱ جس کو یہ پسند ہو کہ مشکلات کے وقت اللہ تعالٰی اس کی دعا قبول فرمائے تو اس کو چاہیے کہ آسائش کے وقت دعا کی کثرت کرے۔ ("سنن الترمذي"، باب ما جاء أن دعوة المسلم مستجابة، الحديث: ٣٣٩٣، ج٥، ص٢٤٨.)

www.dawateislami.net

ادب ۵۱: جس امر کا انجام یقیناً نہ معلوم ہو کہ اپنے لئے کیسا ہے بلا شرطِ خیر و صلاح دعا نہ کرے۔

قال الرضاء: ممکن ہے کہ جسے یہ اپنے حق میں خیر جانتا ہے انجام اس کا بُرا ہو اور بالعکس تو اپنے منہ سے اپنی مُضَرَّت (نقصان کی دعا) مانگنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿عَسٰۤی اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْۚ-وَ عَسٰۤی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْؕ-وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۠﴾

”قریب ہے کہ تم کسی چیز کو مکروہ سمجھو گے اور وہ تمہارے لئے بہتر ہے اور قریب ہے کہ تم کسی چیز کو دوست رکھو گے اور وہ تمہارے لیے بری ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔“ (پ ۲، البقرۃ: ۲۱۶)

اور فرماتا ہے: ﴿عَسٰۤی اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ یَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا﴾

”قریب ہے کہ تم بعض چیزوں کو ناپسند کرو گے اور اللہ تعالیٰ ان میں خیر کثیر رکھے گا۔“ (پ ۴، النسآء: ۱۹)

لہٰذا دعا یوں چاہئے کہ الٰہی! اگر میرے لیے یہ امر (کام) دین و دنیا و آخرت میں بہتر ہے تو عطا فرما۔

جس کی خیریت و مُضَرَّت یقینی ہے جس میں دوسرا پہلو نہیں وہاں اس شرط و استثناء کی حاجت نہیں۔ مثلاً: الٰہی! میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں۔ الٰہی! مجھ کو دوزخ سے بچا۔“ آمین۔

یہ وہ اکاون ۵۱ آداب ہیں جو حضرت مُصَنِّف قُدِّسَ سِرُّہٗ نے اِفادہ فرمائے اب فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نو ۹ اور ذکر کرتا ہے کہ ساٹھ ۶۰ کا عدد کامل ہو۔ وباللّٰہ التوفیق:

www.dawateislami.net

ادب ۵۲: دعا تنہائی میں کرے۔

حدیث میں آیا ہے: ''پوشیدہ کی ایک دعا علانیہ کی ستّر دعا کے برابر ہے۔''

رواه أبو الشيخ والديلمي عن أنس رضي الله تعالى عنه.[1]

فائدہ عجیبہ: اَخیر محرم ۱۳۰۴ھ میں فقیر نے بدایوں مدرسہ طیبہ قادریہ میں خواب دیکھا کہ ''صحیح بخاری شریف'' نہایت خوش خط ومحشّٰی میرے سامنے ہے۔ اس کے حاشیے پر غالبًا بروایتِ امام شافعی رضی اللہ عنہ یہ حدیث لکھی ہے کہ **الدعاء في الشمس مرّة أفضل من الدعاء في الظلّ سبع عشرة مرة.**

''یعنی دھوپ میں ایک بار دعا سائے میں سترہ بار کی دعا سے بہتر ہے۔''

اس مضمون کی حدیث فقیر کی نظر سے کہیں نہ گزری حضرت عظیم البرکت مولینا مولوی محمد عبد القادر صاحب قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ سے بھی استفسار کیا (یعنی پوچھا) فرمایا: ''میرے خیال میں بھی نہیں۔'' واللہ تعالیٰ أعلم۔

اسی طرح اب کوئی چند مہینے ہوئے اور سید شاہ فضل حسین صاحب پنجابی فقیر سے ''صحیح بخاری شریف'' پڑھتے تھے ایک دن فقیر نے اپنے مکان میں خواب دیکھا کہ ''جامع صحیح'' مطبوع مطبع احمدی پیش نظر ہے اور اس میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک اثرِ موقوف میں کسی مؤذن کی اذان کا ذکر اور اس پر بحث ہے کہ اس کی اذان مطابق سنّت ہے یا نہیں اس پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **قد سمعه أفقه بلدنا وأعظمهم علماً أبو حنيفة.**

---

[1] ''مسند الفردوس'' للديلمي، باب الدال، الحديث: ۲۸۶۹، ج ۱، ص ۳۸۷.

www.dawateislami.net

یعنی اس کی اذان کیونکر صحیح نہ ہو حالانکہ اسے سنا ہے ہمارے شہر کے اکملِ فقہاء واعظم علماء ابوحنیفہ نے۔

خواب کی باتیں اکثر تاویل طلب ہوتی ہیں تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا حضرت امام پر زماناً تَقَدُّم کچھ مضر نہیں، واللہ تعالی أعلم.

ادب ۵۳: جب قصدِ دعا ہو پہلے مسواک کرلے کہ اب اپنے رب سے مناجات کرے گا، ایسی حالت میں رائحۂ متغیّرہ (یعنی منہ کی بدبو) سخت ناپسند ہے خصوصاً حقہ پینے والے، خصوصاً تمبا کو کھانے والوں کو اس ادب کی رعایت ذکر ودعا ونماز میں نہایت اہم ہے، کچا لہسن پیاز کھانے پر حکم ہوا کہ مسجد میں نہ آئے[1] وہی حکم یہاں بھی ہوگا، مع ہذا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''مسواک رب کو راضی کرنے والی ہے۔''[2] اور ظاہر ہے کہ رضائے رب باعثِ حصولِ اَرب ہے (اللہ تعالیٰ کی رضا، مراد ملنے کا سبب ہے)۔

ادب ۵۴: جہاں تک ممکن ہو دعا بہ زبانِ عربی کرے ''غرر الافکار'' وغیرہ میں ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ غیرِ عربی میں دعا مکروہ ہے۔[3]

---

1 ''صحيح مسلم''، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب نهي من أكل ثوماً وبصلاً أو كراثاً أو نحوها، الحديث: ٥٦٤، ص٢٨٢.

2 ''صحيح البخاري''، كتاب الصوم، باب سواك الرطب واليابس للصائم، الحديث: ١٩٣٣، ج١، ص٦٣٧.

3 ''ردّ المحتار''، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في الدعاء بغير العربية، ج٢، ص ٢٨٥، (بحوالہ ''غرر الأفكار'').

www.dawateislami.net

وما وقع في "النهر" و"الدر"[1] من التحريم فمحمله ما إذا لم يعلم معناه كمثل الرقية بالعجمية.[2]

امام ولوالجی فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ غیر عربی کو دوست نہیں رکھتا" اور فرماتے ہیں: "عربی میں دعا اِجابت سے زیادہ قریب ہوتی ہے۔"[3]

میں کہتا ہوں: مگر جو عربی نہ سمجھتا ہو اور معنی سیکھ کر بتکلف انکی طرف خیال لے جانا مشوِّشِ خاطر (ارادے کو تشویش میں ڈالتا) ومُخلِّ حضور (یکسوئی میں رُکاوٹ) ہو وہ اپنی ہی زبان میں اللہ تعالیٰ کو پکارے کہ حضور ویکسوئی اہم امور ہے۔

ادب ۵۵: اگر دعا کرتے کرتے نیند غالب ہو جگہ بدل دے یوں بھی نہ جائے تو وضو کر لے یوں بھی نہ جائے تو موقوف کرے۔ صحیح حدیث میں اس کی وصیت فرمائی کہ مَبادا (خدانخواستہ) استغفار کرنا چاہے اور زبان سے اپنے لیے بددعا نکل جائے۔[4]

---

1. "النهر الفائق"، كتاب الصلاة، فصل إذا أراد الدخول في الصلاة كبر، ج١، ص٢٢٤. و"الدر المختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج٢، ص٢٨٥.
2. "نہر الفائق" اور "درمختار" میں جو غیر عربی میں دعا کو حرام فرمایا وہ حکم اس وقت ہے کہ جب غیر عربی میں دعا کرنے والا ان الفاظ کے معنی نہ جانتا ہو جیسا کہ غیر عربی میں منتر وغیرہ یا جھاڑ پھونک کرنا جیسا کہ بعض اوراد و وظائف یا منتر وغیرہ فارسی میں ہوتے ہیں کہ پڑھنے والا ان کے معنی نہیں جانتا اس طرح پڑھنے میں اندیشہ ہے کہ معنی نہ جانتے ہوئے کوئی بات خلافِ شرع کہہ جائے۔
3. "الولوالجية"، كتاب الطهارة، الفصل التاسع، ج١، ص٩٠.
4. "صحيح البخاري"، باب الوضوء من النوم ... إلخ، الحديث: ٢١٢، ج١، ص٩٤. و"سنن الترمذي"، باب ما جاء في الصلاة عند النعاس، الحديث: ٣٥٥، ج١، ص٣٧٢.

www.dawateislami.net

ادب ۵۶: اُقول: حالت غضب میں بددعا کا قصد نہ کرے کہ غضب عقل کو چھپا لیتا ہے کیا عجب کہ بعد زوالِ غضب خود اس بددعا پر نادم ہو، اس مضمون کو حدیث: ((لا یقضي القاضي وھو غضبان)) (1) سے استنباط کرسکتے ہیں۔

ادب ۵۷: دعا میں تکبر اور شرم سے بچے مثلاً تنہائی میں دعا بہ نہایت تضرع والحاح (گریہ وزاری اور گڑگڑا کر) کر رہا ہے۔ اپنا منہ خوب گڑگڑانے کا بنا رہا ہے اب کوئی آ گیا تو اس حالت سے شرما کر موقوف کردیا۔ یہ سخت حماقت اور معاذ اللہ، اللہ کی جناب میں تکبر سے مشابہ ہے اس کے حضور گڑگڑانا موجب ہزاراں عزت ہے، نہ کہ معاذ اللہ خلافِ شان وشوکت۔

ادب ۵۸: دعا میں جیسے کہ بلند آواز نہ چاہیے، نہایت پست بھی نہ کرے اور اس قدر تو ضرور ہے کہ اپنے کان تک آواز پہنچے۔ بغیر اس کے مذہبِ راجح پر کوئی کلام وقراءت، کلام وقراءت نہیں ٹھہرتا۔

وقال اللہ تعالٰی: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا﴾ (2)

ادب ۵۹: دعا میں صرف مدعا پر نظر نہ رکھے بلکہ نفسِ دعا کو مقصود بالذات جانے کہ وہ خود عبادت بلکہ مغزِ عبادت ہے مقصد ملنا نہ ملنا درکنار، لذتِ مناجات، نقدِ وقت

---

1 یعنی: غصے کے وقت قاضی کوئی فیصلہ نہ کرے۔

"سنن ابن ماجه"، كتاب الأحكام، باب لا يحكم الحاكم وھو غضبان، الحديث: ۲۳۱۶، ج۳، ص۹۳، ملتقطاً.

2 ترجمۂ کنزالایمان: ''اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو، نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو۔'' (پ۱۵، بنی إسرآئيل: ۱۱۰)

www.dawateislami.net

ہے۔[1] والحمد للہ رب العالمین (سب خوبیاں اللہ کیلئے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے)۔

ادب ۲۰: تنہا اپنی دعا پر قناعت نہ کرے بلکہ صُلَحا واطفال (یعنی نیک لوگوں اور بچوں) ومساکین اور بیوہ عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کر کے ان سے بھی دعا چاہے کہ اَقرب بقبول ہے (یعنی قبولیت کے زیادہ قریب ہے)۔

اوّلاً: جب اِحسان کیا وہ راضی ہوں گے اور دل سے اس کے لئے دعا کریں گے اور مسلمان کی دعا مسلمان کیلئے اس کی غیبت (غیر موجودگی) میں نہایت جلد قبول ہوتی ہے۔

ثانیاً: ان کی رضا مندی سے اللہ راضی ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں ہے اور جو کسی مسلمان کی تکلیف دور کرے اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف دور فرمائے۔''[2]

ثالثاً: ان کا منہ اس کے لیے دعا میں اس کے منہ سے بہتر ہوگا۔

منقول ہے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خطاب ہوا: اے موسیٰ! مجھ سے اس منہ کے ساتھ دعا مانگ جس سے تو نے گناہ نہ کیا۔ عرض کی الٰہی! وہ منہ کہاں سے لاؤں؟ (یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تواضع ہے ورنہ وہ یقیناً ہر گناہ سے معصوم ہیں) فرمایا: ''اوروں سے

---

1. یعنی: دعا میں صرف اپنا مقصد پیشِ نظر نہیں ہونا چاہئے بلکہ دعا جو کہ خود عبادت کا مغز ہے وہ پیشِ نظر ہونا چاہئے، مقصد حاصل ہونا تو دوسری بات ہے اس وقت تو وہ مناجات جو وہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں کر رہا ہے اسکی لذتوں میں گم ہو جانا اسکا مطلوب ومقصود ہونا چاہئے۔

2. "صحیح مسلم"، کتاب الذکر والدعاء... إلخ، باب فضل الاجتماع... إلخ، الحدیث: ۲۶۹۹، ص۱۴۴۷-۱۴۴۸.

www.dawateislami.net

دعا کرا، کہ ان کے منہ سے تو نے گناہ نہ کیا۔"(1)

امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے بچوں سے اپنے لئے دعا کراتے کہ دعا کرو عمر بخشا جائے۔

اور صائم (روزہ دار) و حاجی و مریض و مبتلا سے دعا کرانا اثر تمام رکھتا ہے۔ ان تین کی حدیثیں تو فصل ہشتم میں آئیں گی اور مبتلا وہ جو کسی دنیوی بلا میں گرفتار ہو یہ مریض سے عام ہو۔

ابو الشیخ نے "کتاب الثواب" میں ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اغتنموا دعوۃ المؤمن المبتلی))

"مسلمان مبتلاء کی دعا غنیمت جانو۔"(2)

فائدہ:

جب مطلب حاصل ہو اسے خدائے تعالیٰ کی عنایت و مہربانی سمجھے، اپنی چالاکی و دانائی نہ جانے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ۡ ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ﴾

"جب آدمی کو تکلیف پہنچتی ہے ہم سے دعا کرتا ہے۔ پھر جب ہم اسے نعمت دیتے

---

1 "مثنوی مولانا روم" (مترجم)، دفتر سوم، ص۴.

2 "جامع الأحاديث" للسيوطي، الهمزة مع الغين، الحديث: ٣٤٤٦، ج٢، ص٦.

www.dawateislami.net

ہیں کہتا ہے یہ مجھے اپنی دانائی سے ملی۔'' (پ۲۴، سورۃ الزمر: ۴۹)

﴿بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ﴾

''بلکہ وہ نعمت آزمائش ہے۔'' (پ۲۴، الزمر: ۴۹)

کہ دیکھیں ہمارا احسان مانتا ہے یا نہیں۔

﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾

''لیکن بہت لوگ نہیں جانتے'' (پ۹، الأعراف: ۱۸۷)

اور اس نعمت کو اپنی دانائی کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ایسا شخص پھر اگر دعا کرتا ہے قبول نہیں ہوتی۔جو کریم کا احسان نہیں مانتا لائق عطا نہیں مستوجِب (یعنی مستحق) سزا ہے۔

﴿مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا﴾

''جو ہماری یاد سے منہ پھیرے، اس کے لیے ہے تنگ زندگانی۔'' (پ۱۶، طٰہٰ: ۱۲۴)

قالَ الرِّضاء: ظاہر ہے کہ جب نعمت ملے شکر واجب ہے کہ قائم رہے اور زیادہ ملے۔حدیث شریف میں ہے: ''نعمتیں وحشی ہوتی ہیں، انہیں شکر سے مقید کرو۔''(1)

اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾

''اور بیشک اگر تم شکر کرو گے، میں تمہیں زیادہ دوں گا۔'' (پ۱۳، إبراهيم: ۷)

---

1 لم نعثر على هذا الحديث ولكن عن بعض السلف: (النعم وحشية فقيدوها بالشكر).
(إحياء علوم الدين''، كتاب الصبر والشكر، الشطر الثاني، الركن الثاني، ج۴، ص۱۵۶).

www.dawateislami.net

فائدہ:

قال الرضاء: حدیث میں قبولِ دعا دیکھنے کے وقت یہ دعا اِرشاد فرمائی:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بِعِزَّتِهٖ وَجَلَالِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ)).[1]

وَبِهٖ تمّ فصل الآداب، واللّٰه تعالٰی أعلم بالصواب.[2]

---

1 سب خوبیاں اس معبودِ کریم کو جس کی ذات وعزت وجلال ہی پر تمام اچھائیوں کا منتہا ہے۔

"المستدرك"، كتاب الدعاء، الدعاء إذا شفي من مرض...إلخ، الحديث: ۲۰۴۳، ج۲، ص۲٤۱.

و"الحصن الحصين"، ما يقول من استجيب دعاؤه، ص۳۵.

2 اور اسی کے ساتھ آدابِ دعا کی فصل مکمل ہوئی اور اللہ عزوجل ہی سب سے زیادہ درستی کو جاننے والا ہے۔

اللہ

ارشادِ شیخ ابو الحسن شاذلی علیہ رحمۃ الولی:

"جسے اللہ پاک سے کوئی حاجت ہو وہ امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کے وسیلے سے دعا کرے۔"

(احیاء العلوم مترجم ص ۲۸ ج۱)

۱۴ جمادی الاُخریٰ ۱۴۳۹ھ

(شبِ عرسِ غزالی)

www.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کامل ایمان والا

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم:

تم میں سے کوئی مومن (کامل) نہیں ہوگا جب تک کہ اپنے بھائی (مومن) کے لئے وہی چیز نہ پسند کرے جو اپنی ذات کے لئے پسند کرتا ہے۔ (بخاری، 1/ 16، حدیث: 13)

978-969-722-122-6

01082074

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی

UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278

www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net

feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net